احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات
۱۶- فروری ۱۹۹۵ء

الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر
ایل
۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۴۰ جمعرات - ۱۵ رمضان - ۱۴۱۵ھ '۱۶- تبلیغ ۱۳۷۴ ہش ۱۶- فروری ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کیلئے اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے

یاد رکھو کہ دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

توبہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان زبان سے توبہ توبہ کہہ لیوے۔ بلکہ ایک شخص تائب اس وقت کہا جاتا ہے کہ گذشتہ حالت پر سچے دل سے نادم ہو کر آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ پھر یہ کام نہ کرے گا اور اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے اور جن شہوات عادات وغیرہ کا وہ عادی ہوتا ہے ان کو چھوڑتا ہے اور تمام یار' دوست' گلی کوچے اسے ترک کرنے پڑتے ہیں کہ جن کا معاصی کی حالت میں اس سے تعلق تھا۔ گویا توبہ ایک موت ہے جو وہ اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔ جب ایسی حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ گناہ کے ارتکاب میں ایک حصہ قضاء و قدر کا ہے کہ بعض اندرونی اعضاء اور قویٰ کی ساخت اس قسم کی ہوتی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو۔ پس اس لئے ضروری تھا کہ ارتکابِ معاصی میں جس قدر حصہ قضاء و قدر کا ہے اس میں خدا تعالیٰ رعایت دیوے اور اس بندے کی توبہ قبول کرے اور اسی لئے اس کا نام توّاب ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۲۵-۴۲۶)

ہر انتخاب کا آغاز دعا سے کیا کریں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

اپنے ہر انتخاب سے غیر اللہ کو خارج کر دو۔ اپنی چودھراہٹوں کو خارج کر دو۔ اپنی دوستیوں کو خارج کر دو۔ اپنی دشمنیوں کو خارج کر دو۔ اپنے تعلقات کو خارج کر دو۔ ایک ہی تعلق قائم رکھو اور وہ اللہ سے تمہارا تعلق ہے۔ تقویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتخاب کرو تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ قیامت تک یہ جماعت مر نہیں سکے گی۔ بڑھتی چلی جائے گی اور بڑھتی چلی جائے گی اور بڑھتی چلی جائے گی۔ پس مجلس شوریٰ کی جان تقویٰ میں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا انتخاب کرنے والوں نے تقویٰ ہی سے کام لیا ہو گا اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہو گی تو دعاؤں نے وہ کمی پوری کر دی ہو گی۔ پس آئندہ بھی دنیا بھر میں جہاں بھی جماعت اس پیغام کو سن رہی ہے وہ یاد رکھیں کہ اپنے ہر انتخاب کا آغاز دعا سے کیا کریں اور دعا میں یہ بات خصوصیت سے پیش نظر رکھیں کہ ہم خدا کی پسند کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ اس واضح پیغام کے ساتھ جو انسان اپنے نفس کو دیتا ہے انسان کی سوچ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جانے سے پہلے انسان سوچ رہا ہوتا ہے کہ فلاں بھی میرا دوست ہے۔ فلاں بھی ہے۔ فلاں نے غالباً فلاں کو صدر بنانے کی کوشش کرنی ہے اور وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں فلاں اچھا ہو گا۔ تقویٰ کے لباس پہنائے ہوتے ہیں اپنی نیتوں کو مگر بعض دفعہ بودے اور گندے لباس ہوتے ہیں۔ نام تقویٰ کا لباس ہوتا ہے تو اس قسم کی سوچیں سوچ کر لوگ انتخابات میں پہنچا کرتے ہیں۔ وہاں جب دعا شروع ہو تو ایک دم انسان اپنے آپ کو یاد کرائے کہ میری پسند کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ میری پسند کی نہ اس کی پسند کی، جس کی رضا کی خاطر ہم اکٹھے ہوئے ہیں اس کی پسند کی اصل حقیقت ہے۔ پس اے خدا مجھے تو اپنی پسند عطا فرما دے۔ میری آنکھوں کا ٹیڑھا پن دور کر دے۔ میری آنکھوں پر اگر تعصب کے یا کسی تعلق کے کوئی پردے حائل ہیں تو ان پردوں کو کاٹ کر الگ پھینک دے۔ مجھے اپنی رضا دکھا۔ اپنی رضا کی راہیں دکھا۔ اسی کو ووٹ دینے کی توفیق عطا فرما جو تیرے نزدیک متقی اور تیرے نزدیک

باقی صفحہ ۷ پر

ضروری اعلان

○ تمام ایسے احباب جن کے پلاٹس ربوہ میں ابھی تک خالی پڑے ہیں ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ وہ اپنے پلاٹس پر جلد از جلد مکانات تعمیر کروائیں۔ بار بار توجہ دلانے کے نتیجہ میں اکثر احباب نے مکانات تعمیر کر لئے ہیں۔ تاہم ابھی تک کئی قطعات خالی پڑے ہیں۔ ان کے مقاطعہ گیران کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ بلا تاخیر اپنے قطعات پر مکانات تعمیر کروائیں۔

(سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ)

ولادت

○ مکرم ظہور الدین صاحب بابر پرنسپل کمرشل انسٹی ٹیوٹ کو مورخہ ۲۴- جنوری ۹۵ء کو خدا تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے قرۃ العین نام عطا فرمایا ہے۔ بچی مکرم چوہدری حسن دین صاحب درویش رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پوتی اور مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور خادمہ دین بنائے۔

اعلان جنازہ

○ مکرم ڈاکٹر منیر احمد خان صاحب دار النصر غربی ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ابن ڈاکٹر قاضی محمد شفیق صاحب ڈینٹل سرجن کا جنازہ جمعہ کو نیویارک سے لاہور اور ہفتہ کو ربوہ پہنچے گا۔ جہاں بعد نماز ظہر بیت المبارک میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

دعائیہ فہرست

○ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ تحریک جدید کے مجاہدین کیلئے رمضان کی دعائیہ فہرست کی تیاری ابھی سے شروع کر دی جائے۔ مرکز میں ایسی فہرست پہنچنے کی آخری تاریخ ۲۵- فروری ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ مقرر کی جاتی ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۶۔ تبلیغ ۱۳۷۴ ھش ۱۶۔ فروری ۱۹۹۵ء

پوست نہیں --- مغز

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کیلئے) فرماتے ہیں :۔
"توبہ صرف لفظوں اور باتوں کا نام نہیں۔ دیکھو خدا قلیل سی چیز سے خوش نہیں ہو جاتا کوئی ذرا سا کام کر کے خیال کر لینا کہ بس اب ہم نے جو کرنا تھا کر لیا اور رضا کے مقام تک پہنچ گئے۔ یہ صرف ایک خیال اور وہم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بادشاہ کو ایک دانہ دے کر یا مٹی کی مٹھی دے کر خوش نہیں کر سکتے بلکہ اس کے غضب کے مورد بنتے ہیں تو کیا وہ احکم الحاکمین اور بادشاہوں کا بادشاہ ہماری ذرا سی ناکارہ حرکت سے یا دو لفظوں سے خوش ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ مغز چاہتا ہے"۔

اگر انسان بھی چھلکے سے ہی زیادہ مغز کو پسند کرتا ہے اور مغز ہی اس کی حقیقی ضرورت پوری کرنے کے کام آتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کیوں چھلکے سے خوش ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کو بھی ہر بات کا مغز درکار ہے۔ لیکن یہ مغز ہے کیا؟ اگر ہم اس بات پر غور کریں۔ کہ ہمارے اقوال اور ہمارے اعمال کا چھلکا بھی ہے اور مغز بھی، تو یقیناً ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ بات اور کام کا جو حصہ ہماری اصل غرض کو پورا نہیں کرتا۔ وہ چھلکا ہے اور جو پورا کرتا ہے وہ مغز ہے۔ اور بات یا کام کے کسی حصے کو مغز کی حیثیت دینے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس میں خلوص کے پہلو کو داخل کریں صرف وہی باتیں اور ہمارے وہی کام جن میں خلوص کو دخل ہو کام آنے والی چیزیں ہیں۔ یونہی باتیں بناتے چلے جانا بے معنی ہے۔ اور ایسے کام کرنا جن کے اچھے نتائج نہ نکلیں وہ بھی غیر ضروری ہے۔ گویا کہ یہ چیزیں چھلکا ہیں۔ مغز ان کے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور مغز اسی طرح پیدا کیا جا سکتا ہے کہ بامعنی نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کیلئے) اس سلسلے میں توبہ کا خاص طور پر ذکر فرماتے ہیں۔ توبہ میں چھلکا بھی ہو سکتا ہے اور اس چھلکے کے اندر مغز بھی ہو سکتا ہے اور مطلوب مغز ہے نہ کہ چھلکا۔ اگر انسان صرف چند الفاظ میں یہ کہے کہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو یقیناً اسے ہم چھلکا کہیں گے۔ لیکن اگر وہ یہ ارادہ کر لے اور ایسا کرنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ کوشش کرے تو ہم اسے مغز کہیں گے۔ اور یہی وہ مغز ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ توبہ قبول ہی اس صورت میں ہوتی ہے کہ اس میں مغز پیدا کیا جائے۔ اس میں خلوص اور ارادے کے عنصر کو شامل کیا جائے۔ پھر دوسری بات جو اس سلسلے میں حضرت صاحب فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر چیز ایک خاص مقدار میں موجود ہونے سے اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔ پیاس کو لیجئے۔ بھوک کو لیجئے۔ کسی اور ضرورت کو لیجئے۔ پیاس کے لئے ایک قطرہ پانی کا کافی نہیں۔ بھوک مٹانے کے لئے ایک لقمہ سے کچھ نہیں بنتا۔ ایک خاص مقدار ہے جس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس مقدار سے چیز کم ہو تو تسلی نہیں ہو سکتی۔ اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ اگر انسان ذرا سا کام کر کے یہ خیال کر لے کہ بس اتنا ہی کافی ہے اب ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کی رضا ہمیں ملنی چاہئے۔ تو یہ ایک خیال اور وہم ہے۔ جو کام بھی ہم کرتے ہیں اس کے متعلق یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ وہ اتنی مقدار یا اتنی تعداد میں ضرور ہونا چاہئے کہ اس کا مفید نتیجہ نکل سکے جب تک ہم اس کے مفید نتیجہ کو حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک ہمارا کام کافی نہیں کہلا سکتا۔

خدا کے ہاتھ میں جس نے تھما دیا ہے ہاتھ
خدا سے جس نے محبت کو استوار کیا
ہر اِک فلاح کی اس کو نوید آئی ہے
خدا نے اس کی خزاں کو بھی نو بہار کیا

ابو الاقبال

○

حبس زدگاں کو تُو ٹھنڈی ہوا دے یارب
اب انہیں صبرِ مسلسل کا صلہ دے یارب

تشنگی ان کے مقدر میں لکھی ہے کس نے
تشنگی ان کے مقدر سے مِٹا دے یارب

ناتواں، سوکھے ہوئے جسم ہرے ہو جائیں
فضل کی، رحم کی تو ان کو غذا دے یارب

خاک کر دے نہ مِرے پیارے وطن کو، مولا!
تو ہی یہ آگ تعصب کی بُجھا دے یارب

روح کی کائی جُھلس دے نہ مزاجِ موسم
کرمِ خاص کی تُو اس کو رِدا دے یارب

جن سے بچھڑے ہوئے اِک عرصہ ہوا ان سے بھی
آمنا سامنا اِک روز کرا دے یارب

ہر مرض کی ہے دوا پاس ترے، میرے طبیب
دلِ بیمار کو بھی کوئی دوا دے یارب

ساری دنیا کے مریضوں کو دعا دیتا ہوں
"ساری دنیا کے مریضوں کو شفا دے یارب"

عبدالکریم قدسی

تقویٰ کا ایک معیار مالی قربانی ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا
"قربانی کی روح کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ نومبایعین کو بھی کثرت سے ان چندوں میں شامل کریں قطع نظر اس کے کہ کوئی کتنی رقم دیتا ہے۔ اگر کوئی ایک آنہ بھی دے سکتا ہے تو اسے بھی شامل کیا جائے کیونکہ ہمیں اخلاص کی ضرورت ہے۔ اور مالی قربانی کے بغیر اخلاص بڑھتا نہیں۔ مالی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا ایک معیار قرار دیا ہے"
حضرت صاحب کے اس تازہ ارشاد کی روشنی میں تمام زعماء کرام مجالس انصار اللہ پاکستان سے گزارش ہے کہ نئے سال کے وعدہ جات وقف جدید کی فہرست میں نومبایعین کو لازماً شامل کریں۔ اور اپنی جماعت / مجلس کے مجموعی وعدہ جات سے مرکز کو ۲۳۔ مارچ ۹۵ء تک آگاہ کریں۔

(قائد وقف جدید مجلس انصار اللہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

لجنہ کالم

میں نے بتایا ہے کہ خواہ ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں کہ ان کا بچہ بداخلاقیوں کے بد اثر سے محفوظ رہے جب تک بچہ کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہوگی۔ اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہوسکتی۔ بے شک ایک حد تک ان کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر بچہ کی عمدہ تربیت کے ساتھ اس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بد صحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اس تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے۔ بچپن کی بد صحبت ایسی بد عادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے کہ آئندہ عمر میں ان کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے قلب میں دو متضاد کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف تو ماں باپ کی نیک تربیت اس کو نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری طرف بد صحبت بدی کا میلان اس کے اندر پیدا کرتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اور۔ نفس لوامہ کے اثر سے اس کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی تربیت اگر خشیتہ اللہ اس کے اندر پیدا کرتی ہے تو بد صحبت اس کے مقابلہ میں اس کی ہمت اور حوصلہ کو پست کر دیتی ہے۔ پس کامل تربیت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا تھا بچوں کو کسی سے نہ ملنے دینا اور انہیں قید رکھنا بھی کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس طرح جہاں اس کی تربیت نامکمل رہتی ہے۔ وہاں اس کے اعضاء کی نشوونما بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔ وہ بچہ جسے بدی کے اثر سے بچانے کی لئے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع نہیں دیا جاتا ایک طرف اس کی صحت خراب رہتی ہے اور اس کے اعضاء پوری طرح نشوونما حاصل نہیں کر سکتے دوسری طرف ایسے بچے ساری عمر بچے ہی رہتے ہیں خواہ ان کی عمر چالیس پچاس سال کی ہی ہو جائے۔ کیونکہ وہ اسی وقت تک بدی سے بچے رہ سکتے ہیں جب تک کہ بدی ان کے سامنے پیش نہیں ہوتی۔ لیکن جب جب بھی بدی ان کے سامنے پیش ہو۔ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور جھٹ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس بچوں کو دوسرے بچوں سے نہ ملنے دینے اور علیحدہ قید رکھنے سے ہم ان کو بدی کے اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے بلکہ اس طرح اور بھی زیادہ ان کو بدیوں کے اثرات کو جلد تر قبول کرنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہ کون سے طریق ہیں جن سے بچوں کی تربیت عمدگی کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔

سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال نہ پیدا ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تاکہ وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو۔ لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک کام سے جو انہوں نے کیا ہوتا ہے مگر بچے سے اس کو چھپانے کے لئے (کیونکہ اس کا چھپانا بچے کے حق میں مفید ہوتا ہے) وہ انکار کر دیتے ہیں یا اگر بالکل صاف انکار نہیں کرتے تو ٹال مٹول اور ہیر پھیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ تا بچے کا خیال اس کی طرف سے بدل جائے۔ لیکن بچے کا ذہن خدا نے ایسا بنایا ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہوشیار ہوتا ہے کیونکہ وہ ترقی کر رہا ہوتا ہے اور اپنا علم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر بات کی زیادہ چھان بین اور جستجو کرتا ہے۔ اور وہ بات کو فوراً تاڑ جاتا ہے۔ ماں باپ تو یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ اس سے اس بات کو چھپا رہے ہیں۔ اگر نہ چھپائیں تو اس کو نقصان ہو گا۔ لیکن ان کی اس روش سے وہ یہ سبق حاصل کر رہا ہوتا ہے کہ ایک کام کر کے پھر اس سے انکار بھی کیا جا سکتا ہے۔ یا اس کو ادھر ادھر کی باتوں سے چھپایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ ماں باپ نے ایسا کام کیا تو ضرور ہے مگر اب وہ اس سے چھپا رہے ہیں۔

بچوں کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ کسی بات کو تاڑ نہیں سکتے یا کوئی بات ان کے ذہن سے اتاری جا سکتی ہے۔ وہ جس طرح جھٹ کسی بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر بات جو ان کے سامنے کی جائے اسے سمجھ جاتے ہیں۔ میں نے ایک تماشہ گر کی بات پڑھی ہے جو کہ بہت بڑے تماشاگروں میں سے ہے۔ وہ خود تماشے کرتا اور بڑے بڑے تماشوں کا موجد ہے وہ اپنی کتاب میں اپنے تجربہ کی بناء پر لکھتا ہے۔ میں نے اپنے کام میں سب سے زیادہ خطرناک بچوں کو پایا ہے۔ بڑے بڑے پروفیسروں، سائنس دانوں اور عقلمندوں کے سامنے میں نے تماشے کئے مگر مجھے کبھی ذرا گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی۔ لیکن میں بچوں کے سامنے تماشہ کرنے سے ہمیشہ گھبراتا ہوں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے میری چوری پکڑلی ہے اور اس وجہ سے مجھے اپنے تماشہ میں ناکام ہونا پڑا ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ لکھتا ہے کہ بچہ چونکہ خالی الذہن ہوتا ہے اس نے اپنے دل میں کوئی رائے نہیں قائم کی ہوتی وہ اس عمر میں سیکھ رہا ہوتا ہے اور اپنے علم کو کامل کر رہا ہوتا ہے اس لئے اس کی نگاہ معمولی معمولی باتوں پر بھی پڑتی ہے جس سے راز افشا ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے آدمی جو تماشہ کو دیکھتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہم سیکھ چکے ہیں۔ ان کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں اس لئے ان کا ذہن بڑی بڑی باتوں کی طرف جاتا ہے اور ہمارا کھیل ان کے سامنے بہت کامیاب ہوتا ہے۔ بچے نے چونکہ یہ رائے نہیں قائم کی ہوتی۔ وہ بہت سادگی سے ہماری معمولی معمولی حرکات پر غور کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے ہمارا خیال خراب کر دیا۔ پھر وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ سب سے بڑا اور ہوشیار اور تجربہ کار تماشہ کرنے والا میں اس کو قرار دوں گا جس کا بھید بچے دریافت نہ کر سکیں۔ غرض بچوں کے ذہن نہایت ہی حساس ہوتے ہیں اور ان سے کوئی چیز چھپانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جن حالات میں اور جن وجوہات کی بناء پر ماں باپ بچے سے کوئی چیز چھپا رہے ہوتے ہیں وہ اپنے دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس طرح ہم نے بچے سے اس چیز کو چھپا لیا۔ ورنہ بچے کو اس سے نقصان پہنچتا۔ مگر وہ ایک نقصان سے بچا کر بچے کو دوسرا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ خواہ والدین کے نزدیک حالات کچھ ہی ہوں چونکہ بچے کی نگاہ ان حالات پر نہیں پڑتی۔ اس لئے وہ ماں باپ کی اس کارروائی سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی چیز کے چھپانے کے لئے اس طرح جھوٹ بھی بولا جاتا ہے۔ کیونکہ جس وقت ماں باپ ایک کام کر کے بچے کے سامنے اسی سے انکار کرتے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کو چھپانا چاہتے ہیں تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے اور چونکہ بچہ حساس اور ذکی ہوتا ہے۔ اور ماں باپ کا ایک اعلیٰ درجہ کا شاگرد ہوتا ہے اس لئے وہ یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی وقت اگر ضرورت پیش آئے وہ بھی ایک چیز کے چھپانے کے لئے اپنا طریق بدل ڈالے تو حرج نہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ میرے ماں باپ ایسا ہی کرتے ہیں۔

ابن العطاء

میرا کالم

کہنے لگے نواب شاہ کے علاقہ میں زمیندارہ کرتے تھے۔ کھیتوں کو پانی لگاتے تھے تو ہر چند قدم پر ایک سانپ ملتا تھا۔ اور اگر سانپ ڈس لیتا تو خدا جانے ہماری خاک کہاں پھینک دی جاتی۔

۱۹۴۰ء میں والد صاحب نے احمدیت قبول کی اور اس کے بعد زندگی نے ایسا پلٹا کھایا کہ اب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اس وقت سے لے کر اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی زندگی گذاری ہے۔ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اتنے احسانات کئے ہیں کہ ان کا شکریہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا اور بہت زیادہ بیمار ہو گیا تو جب مجھے ہسپتال لے کر گئے ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی کہنے لگے کہ آپ ان کو بہت دیر سے لائے ہیں یہ تو اب تقریباً ختم ہی ہو چلے ہیں لیکن بہر حال انہوں نے علاج کیا اور احتیاطیں اور غذا کا نسخہ تجویز کر دیا۔ جس سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت ہو گئی۔ لیکن اسی بیماری کے دوران میں یہ سوچتا رہا کہ اے خدا جب سے احمدی ہوئے ہیں۔ احمدیت کے لئے مشکلات ہی کے دن دیکھے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے باہر چلے جانے کی وجہ سے احمدیت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگی ہے۔ ساری دنیا میں ڈش انٹینا کے ذریعے ہم اپنی بات کر رہے ہیں۔ اور کھل کر بات کر رہے ہیں۔ مربیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ مشنوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ باہر کے علاقوں میں جماعت میں داخل ہونے والوں ہزاروں ہزار شب و روز آرہے ہیں اور ان کی تربیت کے لئے حضرت صاحب جماعت کو بھرپور طریق پر متوجہ کر رہے ہیں۔ اب جماعت پر ایک ایسا دور آگیا ہے جسے دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم تو مشکلات میں بھی خوش تھے۔ اس لئے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور اس کا نتیجہ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد- ایم اے

اپنے جوہر کی قدر کریں

اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کا کوئی نہ کوئی جوہر رکھا ہوا ہے جو ان کے خواص کا دل ہوتا ہے اور اگر اس چیز سے وہ مخصوص خصوصیت یا خصوصیات جدا کر دی جائیں تو پھر اس کی جو پہلے قدر و قیمت ہوتی تھی وہ باقی نہیں رہتی۔ یہ کہنا کہ پھر وہ شئے ہی بے کار ہو جاتی ہے غلط ہوگا کیونکہ اس کا کچھ نہ کچھ مصرف پھر بھی باقی رہتا ہے مگر جس خصوصیت نے اسے حسن بخشا تھا وہ حسن پھر جاتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر گلاب کو ہی لے لیں اسے اپنی ہی جنس یعنی پھولوں میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس کا حسن اس کی خوشبو۔ اس کی نزاکت اور بناوٹ میں پنہاں ہے۔ جب یہ اپنے جوبن پر ہوتی ہیں تو اس کی بڑی مانگ ہوتی ہے۔ بلبل دیوانہ وار اس کے گرد منڈلاتی ہے۔ حسین لوگوں کی گردنوں کا ہار بنتا ہے۔ مزاروں پر چادروں کی صورت میں چڑھایا جاتا ہے۔ اس کا عرق جہاں کئی امراض میں کام آتا ہے تو اس کا عطر بیش قیمت ہوتا ہے وہاں حسینوں کی جلد کو دیر تک جوان رکھنے میں استعمال کیا جاتا ہے مگر ادھر اس میں خوشبو ختم ہوئی اور اس کی رشم سی ملائم پتیاں مرجھانی شروع ہوئیں تو نہ بلبل نہ ہی بھنورا اس کی طرف منہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ نوع تو وہی رہتی ہے مگر اس کے اصل جوہر اور شان باقی نہ رہنے کی وجہ سے اس کی حالت پھیکی پڑ جاتی ہے اور وہ اپنی قدر و منزلت کھو بیٹھتا ہے۔ شمع اس وقت تک ہی خوشنما رہتی ہے اور پروانہ اس پر سو جان سے فدا ہوتا ہے جب تک اس میں روشنی ہے۔ جونہی روشنی ختم ہوئی تو پروانہ اس کی پروانہ تک نہیں کرتا۔ جب تک ایک شئے کا خاصہ یا ممتاز جوہر وجود میں باقی نہ رہے وجود کی محض موجودگی کی وجہ سے کوئی قدر نہیں ہوتی۔ ہیرا بھی پتھر کی جنس ہی تو ہے مگر اپنی مخصوص چمک اور کاٹ کی طاقت کی بنا پر بادشاہوں کے تاجوں کی زینت بنتا ہے اور دنیا میں قیمت پاتا ہے۔ اس سے اس کا جوہر یعنی چمک اور تمام دھاتوں حتیٰ کہ لوہے کو بھی کاٹ دینے کا جوہر اس سے جدا کر دیں تو اس میں اور سڑک کے کام آنے والے پتھر میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔

انسان کی ماہیت جسم اور روح پر مشتمل ہے۔ جسم خواہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اگر اس میں روح نہیں تو وہ مردہ ہے۔ مرد کا جوہر شجاعت۔ وفا اور مروت ہے۔ اگر وہ ان سے بے بہرہ ہے تو اس میں اور ایک خوبصورت مجسمہ میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ ایک سرو قد متناسب جسم۔ خوبصورت آنکھیں۔ ستواں ناک اور دمکتے ہوئے جسم کے انسان میں۔ شرافت۔ شجاعت اور وفا نہ ہو تو اس سے پست قد۔ سبک تن والا جوان ہی اچھا جس میں یہ صفات پائی جائیں۔ مکمل انسان کی بات تو علیحدہ انسانی اعضاء تک میں جہاں جہاں بھی لطافت زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور اتنی ہی جلدی وہ ماؤف ہوتے ہیں۔ آنکھ ایک معمولی صدمہ بھی برداشت نہیں کر سکتی اور اس کے مقابلہ میں ہاتھ بڑے بڑے اور حادثات کا مقابلہ کر لیتا ہے۔ صاف اور مقطر پانی کو ایک بوند گندگی بھی ناپاک کر دیتی ہے۔ شیشہ پر گرد نمایاں ہو کر نظروں میں کھٹکتی ہے اگر یہی گرد پتھر یا لکڑی پر پڑی ہو تو وہ آپ کی توجہ کو اس طرح ہرگز نہ کھینچے گی۔ سفید چادر اور سیاہ چادر پر دھبے پڑ جانا ایک ہی بات نہیں۔ کپڑا ایک ہی قسم کا کیوں نہ ہو۔ دھبے ایک ہی قسم کی سیاہی سے کیوں نہ لگائے جائیں۔ لیکن سفید رنگ کیونکہ اپنے اندر لطافت اور سیاہ رنگ کثافت رکھتا ہے اسی وجہ سے ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ایک منظر نظر کو چبھتا ہے اور دوسرا نہیں۔ عورت اور مرد گو ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں مگر عورت بالمقابل مرد نزاکت۔ نفاست اور لطافت میں اعلیٰ اور ممتاز ہے۔ اسی واسطے عورت سے یہ زیادہ امید رکھی جاتی ہے کہ وہ ان جواہر کو جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا ہے زیادہ حفاظت کرے کیونکہ جب وہ احترام۔ اعزاز اور عصمت بلکہ جسمانی حالتوں کے بگڑتی ہے تو بہت زیادہ ذلت سے بگڑتی ہے۔ سب مرد باعصمت نہیں ہوتے لیکن ان کے مقابلہ میں اگر عورت عصمت کے اعتبار سے ملزم ٹھہرتی ہے تو پھر اس کا چرچا گلی گلی اور محفل محفل ہوتا اور پشتوں تک یہ داغ مٹتے نہیں مٹتا۔ عوام الناس سے جب لغزش سرزد ہو جاتی ہے تو گھنٹہ دو گھنٹے چٹخارہ لے کر بات ختم کر دیتے ہیں لیکن جب اسی جرم کا سزاوار کوئی خاص آدمی مرتکب ہو جائے تو اخباروں کی سالوں سال زینت بنتا رہتا ہے۔

عورت کا یہ رونا رونا کہ جب وہ اور مرد ایک ہی نوع ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ بھی مرد کی طرح صاحب شعور ہے اور صاحب عقل ہے۔ اگر مرد ترقی کر سکنے کی اہلیت رکھتا ہے تو وہ بھی اس سے تہی نہیں تو پھر معاشرہ اسے ایک مخصوص دائرہ میں محدود رکھنے پر کیوں مصر ہے بالکل غلط مفروضہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ عورت ناقص العقل ہے یا وہ شعور نہیں رکھتی یا وہ محدود ترقی کر سکتی ہے یا محنت نہیں کر سکتی اور مشقت نہیں اٹھا سکتی۔ ہم سب کچھ مانتے ہیں مگر قدرت نے پھر بھی دونوں کی تخلیق میں ایک نمایاں فرق اور امتیاز رکھ دیا ہے اور اسی فرق کو تسلیم کرنے سے ہی بات بنتی ہے۔ یوں کہنے کو تو ایک سہی مگر اس قدرتی فرق کی نفی بھی مشکل ہے۔ جس طرح گلاب کی بعض خصوصیات اسے اس کے ہم جنسوں سے ممتاز کرتی ہے اسی طرح عورت بھی نوع انسانی میں ہوتی ہوئی بعض لحاظ سے مرد کے مقابل میں فضیلت رکھتی ہے۔ اس میں اپنے ہم جنس کو پیدا کرنے اور ماں بننے کی صلاحیت ہے اور قربانی کا جذبہ زیادہ نمایاں ہے۔ ان خواص یا جواہر کی وجہ سے وہ زیادہ توجہ اور حفاظت چاہتی ہے۔ عورت میں عفت۔ عصمت اور حیاء ایسے جوہر ہیں جو اس کی عزت اور حرمت دنیا میں قائم کرتے ہیں یہی وصف اس کے باقی تمام وصفوں پر فائق اور غالب ہے۔ یہ ایک وصف اس کی تمام کمزوریوں کا جواب اور ان کا قیمتی بدل ہے۔ یہی ایک وصف ہے جو مردوں میں عورت کی فضیلت قائم کرتا ہے۔

ایک مرد اگر بدبختی سے غلط روش پر چل بھی پڑے تو اس کی کوئی اور صنعت اور خوبی کی وجہ سے یہ نقص چھپ بھی جاتا ہے اور لوگ اسے منہ بھی لگا لیتے ہیں لیکن یہی سرمایہ عفت اگر کوئی عورت کھو بیٹھے تو کوئی اسے منہ نہیں لگاتا۔ اس کی دولت۔ تعلیم۔ اقبال اور خوبصورتی سب اس کا بدل نہیں بن سکتے حتیٰ کہ کم درجہ کی عورتیں بھی اسے کن انکھیوں سے دیکھتی اور پلو پیچھے ہنس ہنس کر مذاق اڑاتی ہیں۔ پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔ یہ سب اس لئے کہ عورت زیادہ لطیف شئے ہے۔ وہ سفید چادر ہے جس پر دھبہ نمایاں ہو کر نظر آتا ہے۔ وہ شیشہ ہے جس پر گرد پتھر کے مقابل بدزیب نظر آتی ہے اور ذوق سلیم پر گراں گذرتی ہے۔ شادی کے معاملات میں بھی جب لڑکی کے متعلق معلومات حاصل کی جاتی ہیں تو یہ سننے پر کہ وہ خوبصورت ہے۔ پڑھی لکھی ہے۔ عقل مند ہے۔ مہذب ہے۔ شائستہ ہے اور دولت کی بھی کوئی کمی نہیں تب بھی لڑکے والے ضرور سوچتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو ہے۔ عفت اور عصمت میں کیسی ہے۔

اللہ تعالیٰ صنف نازک کو اپنے جوہر کی قدر اور حفاظت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

My King

Some people have a failing King
My King is never failing
He dozes not, and never sleeps
He's never weak nor ailing
He lives and makes the people live
And gives whate'er they ask
He doesn't need a helping hand
And does Himself, His task.
The failing king will soon depart
And go the way, flesh goes
'Tis known to everyone of us
The failing king, too, knows
My Lord and God is such a King
Who reigns and rules for ever
He never fails and never dies
Let's never forget it, never.

میرا بادشاہ

بعض لوگوں کا بادشاہ ایسا ہوتا ہے
کہ وہ ناکامی کا منہ دیکھتا ہے
میرا بادشاہ کبھی ناکام نہیں ہوتا
وہ اونگھتا بھی نہیں ہے
اور کبھی سوتا بھی نہیں ہے
وہ کبھی کمزور بھی نہیں ہوتا
اور کبھی بیمار بھی نہیں پڑتا
وہ خود زندہ رہتا ہے
اور لوگوں کی زندگی کا باعث بنتا ہے
جو وہ چاہتے ہیں
یا جو وہ اس سے مانگتے ہیں وہ انہیں دیتا ہے
وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے
اپنے تمام کام وہ خود کرتا ہے
جو ناکام ہونے والا بادشاہ ہے
وہ جلد ہی چلا جائے گا۔ جس طرح انسان کرتا ہے
سب لوگ اس بات کو جانتے ہیں
جو ناکام ہونے والا بادشاہ ہے وہ بھی جانتا ہے
میرا آقا اور میرا خدا ایک ایسا بادشاہ ہے
جو حکمرانی کرتا ہے
جو ہمیشہ کے لئے حکمران ہے
وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا
اور اس کی زندگی کبھی ختم نہیں ہوتی۔
آیئے ہم اس بات کو کبھی نہ بھولیں
کبھی نہ بھولیں

آپ کا خط ملا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم ڈاکٹر صلاح الدین- پی- ایچ- ڈی نیویارک (امریکہ) سے لکھتے ہیں

مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل

جن لوگوں نے نیویارک میں الفضل لگوایا ہے- سب کو بہت شدت سے الفضل کے بنڈل کا انتظار رہتا ہے- اخبار پڑھنے کے بعد جب بھی ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے تو آپس میں مضامین ' نظموں اور دوسرے کالموں کے بارے میں تبادلہ خیال ہوتا رہتا ہے- سب کی رائے یہی ہے کہ الفضل کا معیار بہت بلند ہوا ہے اور لوگ اسے دلچسپی سے پڑھتے ہیں-

الفضل پڑھ کر "Feel like home" والا احساس ہوتا ہے-

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے-

چند دن ہوئے الفضل کا بنڈل حسب معمول کھولا تو ایک پرچہ میں ایک خط نظر سے گزرا جس میں ایڈیٹر پر محض تنقید کی ہوئی تھی- اس پر نظر ڈالتے ہی بیس سال پہلے ٹی- آئی- کالج- ربوہ' کے قابل اساتذہ مرزا خورشید احمد صاحب اور چوہدری محمد علی صاحب جو ہمیں انگریزی پڑھاتے تھے' میرے ذہن میں آگئے اور ان کی آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی جو طلباء کی دلچسپی اور علم میں اضافہ کے لئے اکثر کسی مشہور فلاسفر' ادیب یا شاعر کا اقتباس کلاس میں سنایا کرتے تھے- میری یادداشت کے گوشے سے مشہور انگریز فلاسفر اور ادیب بیکن کا یہ اقتباس یاد آگیا جو میں نے ان سے تقریباً پندرہ برس پہلے سنا تھا-

Read not to contradict and confute, nor to belive and take for granted, nor to find talk and discourse, but to weigh and consider

Francis Bacon

(Of Studies)

پڑھیں ضرور لیکن اس خیال سے نہیں کہ تردید یا تنقید کی جائے' یا یہ کہ اس پر بلا سوچے سمجھے یقین کر لینا ہے' اور نہ اس لئے کہ اس میں سے کون کونسے نکتے نکال کر گفتگو یا بحث کی جاسکتی ہے- بلکہ اس لئے پڑھیں کہ یہ تحریر کتنی فائدہ مند ہے اور پھر اس پر غور و فکر کریں-

ہر انسان میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی ہو سکتی ہیں مگر اصلاح اور ترقی کی گنجائش ہمیشہ ہی رہتی ہے مغربی ممالک میں بھی لوگ بہت تنقید کرتے ہیں مگر ان کے انداز میں فرق ہے- تحریر کنندہ نے تو سب منفی پہلو بیان کئے مگر بیکن کے اس اقتباس کی روشنی میں قلم اٹھایا جائے تو معاملہ کچھ یوں ہے-

مغربی ممالک میں رہنے والے لوگ یہ حقیقت جانتے ہیں کہ اخبار چاہے نیشنل لیول کا ہو یا لوکل' اس کا سٹاف سینکڑوں افراد پر مشتمل ہوتا ہے- جبکہ الفضل کا سٹاف چند افراد پر مشتمل ہے- بے شمار مشکلات اور روکاوٹوں کے باوجود احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ پرچہ ہم کو وطن سے ہزاروں میل دور بیٹھے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے-

اگر جہاں تک اعتراض کرنے والے صاحب نے اس اخبار کو سیفی نامہ قرار دیا ہے- کسی بھی ایڈیٹر کو اگر معیاری اور موزوں مواد ملتا رہے تو اسے خود لکھنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی- بلکہ اداریے بھی بعض دوسرے لوگ لکھتے ہیں ایڈیٹر اصلاح کر دیتا ہے- ہر ایڈیٹر کا ایک اپنا انداز ہوتا ہے- جیسے نوائے وقت کے حمید نظامی مرحوم' روزنامہ مشرق کے عنایت اللہ مرحوم' ہفت روزہ قندیل کے شیخ محمد اختر مرحوم' ہفت روزہ لاہور کے مدیر ثاقب زیروی اور تقاضے کے پیام شاہجہانپوری-

الفضل کے موجودہ ایڈیٹر نے علمی اور سائنسی مضامین کی طرف توجہ دے کر اخبار کے معیار کو بلند کیا ہے تاکہ عوام الناس کو ہر قسم کے واقعات' حالات اور زندگی کے نشیب و فراز سے روشناس کرایا جاسکے- کئی نئے چہرے متعارف ہوئے- جیسے مرزا مجید احمد' محمد محمود احمد طاہر' پروفیسر میاں محمد افضل اور مبارک مصلح الدین کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں ان کے علاوہ بھی کئی اور اچھے لکھنے والے ہیں جیسے مولانا محمد صدیق گورداسپوری جہاں بھی گئے دوسری قوموں کی اچھی باتیں اصلاح معاشرہ کی غرض سے الفضل کو بھجوائیں-

تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان قلم نگاروں کا بھی مضمون کبھی کبھی ہی پڑھنے کو ملتا ہے کیونکہ مضامین (معیاری) لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے ورنہ ہم کو ہر ہفتہ مرزا مجید احمد یا میاں محمد افضل کے مضامین پڑھنے کو ملیں- اب ہر ایک شخص آسانی سے یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ الفضل کے ایڈیٹر کو روزانہ کتنا مشکل کام کرنا پڑتا ہے- عمر کے اس حصہ میں انتہائی کمزور بینائی ہونے کے باوجود اعلیٰ معیار کے ملکی و غیر ملکی اخبار و جرائد پڑھ کر ان میں سے ہماری معلومات کے لئے بین المملکتی حالات' واقعات اور شخصیات پر آرٹیکل لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں-

الفضل میں چھوٹی سی بات کا کالم شروع ہوا- جب سپلائی یعنی (Feed Back) کم ہوئی تو یہ کالم بند کر دیا جاتا یا کسی اور رنگ میں جاری رہتا چنانچہ یہ بوجھ بھی خود ہی اٹھاتے ہوئے "کام کی بات" کالم شروع کر دیا- اس عمر اور کمزور صحت میں تو ہمارے اکثر لوگ آرام سے ریٹائرمنٹ کی زندگی گزارتے ہیں- اس قدر دماغ سوزی کا کام نہیں کرتے-

جہاں تک قطعات کا تعلق ہے- قطعہ لکھنے کے لئے ہر اچھے اخبار نے ایک شاعر کی خدمات حاصل کی ہوتی ہیں- جیسے روزنامہ جنگ میں رئیس امروہوی کے قطعات چھپتے تھے- اگر ہمارا ابھی کوئی اچھا شاعر الفضل کے لئے روزانہ قطعہ دینے کی ذمہ داری سنبھال لے تو یقیناً ایڈیٹر پر یہ بوجھ کم ہو جائے گا-

جہاں تک نظموں اور غزلوں کا سوال ہے- میں اپنے وفات یافتہ شعرا کی مثال لیتا ہوں جن میں روشن دین تنویر' محمد صدیق امرتسری' مصلح الدین راجیکی' عبدالسلام اختر' ظفر محمد ظفر' فیض چنگوی' حافظ مختار احمد شاہجہانپوری' ذوالفقار علی خان گوہر اور پروفیسر نصیر احمد خان کا کلام اکثر الفضل میں شائع ہوتا ہے گزشتہ ہفتہ کے چھ الفضل کے پرچوں پر نظر ڈالیں تو دو دو نظمیں محمد صدیق امرتسری اور ذوالفقار علی خان گوہر کی ہیں اور ایک ظفر محمد ظفر کی چھپی ہیں- یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ان شعرا کے کلام کون منتخب کرتا ہے- یقیناً ایڈیٹر.... ان کے اس انتخاب سے ان کے ذوق' شعر فہمی اور بلندی خیال کا پتہ چلتا ہے-

موجودہ شعرا میں عبدالمنان ناہید' سلیم شاہجہانپوری' چوہدری محمد علی' صاحبزادی امتہ القدوس' ڈاکٹر فہمیدہ منیر' غالب احمد' ڈاکٹر پرویز پروازی معروف شعرا میں شمار ہوتے ہیں- اور قارئین ان کے کلام کے منتظر رہتے ہیں- میرے نزدیک ان کا کلام چھاپنے کے دو مقاصد ہیں- اول یہ کہ ان شعراء کو نئی نسل سے متعارف کروایا جائے اور دوئم ہم لوگ یہ جان سکیں کہ یہ لوگ کس پائے کے شاعر ہیں-

ایڈیٹر کے ذوق اور الفضل کی خدمت کی ایک بہترین مثال حضرت بانی سلسلہ کا فارسی منظوم کلام معہ ترجمہ و تشریح شائع کر کے روشناس کرانا ہے- ورنہ ہم جیسے کئی جو فارسی سے ناآشنا ہیں اس پاکیزہ اور اعلیٰ کلام سے محروم رہ جاتے-

مذکورہ تمام کاوش کے باوجود اخبار کے میٹیریل کو پورا کرنے کے لئے ایڈیٹر کو خود قلم اٹھانی پڑتی ہے-

جن لوگوں نے مغربی ممالک آکر تحقیق کرنے کا انداز سیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک معیاری مضمون یا مقالہ لکھنے کے لئے کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور اتنی سعی کرنے کے بعد جب مضمون کسی اچھے جریدے یا رسالہ میں چھپنے کے لئے دیا جاتا ہے جیسے Nature Science Scientific American وغیرہ تو سب سے پہلے اگر ایڈیٹر ریجیکٹ کر دے تو چھٹی بصورت دیگر پھر وہ ریفری کو بھجوایا جاتا ہے وہ بھی ایڈیٹر ہی سلیکٹ کرتا ہے اگر ایک بھی اعتراض کر دے یا معمولی سی خامی نکال دے تو پنجابی میں مشہور ہے کہ "اللہ اللہ خیر سلّہ" مغربی دنیا کے مشہور اخبار جیسے ٹائمز (لندن) ڈیلی ٹیلی گراف' واشنگٹن پوسٹ' نیویارک ٹائمز ڈیلی نیوز میں چھپنے کے لئے لوگ جو مضامین اور نظمیں وغیرہ بھجواتے ہیں ان کا دو فیصد سے بھی کم یہ اخبار چھاپنے کے لئے سلیکٹ کرتے ہیں- گزشتہ سال میں نے ایڈیٹر الفضل سے گزارش کی کہ آپ اپنی جان پر اتنا بوجھ کیوں ڈالتے ہیں- آپ کو صحافت کے میدان میں جو مرتبہ حاصل ہے آپ دوسروں کو بھی مشاق بنائیں انہوں نے بتایا کہ یہ کوشش شروع کی ہوئی ہے کہ نوجوانوں کو اس طرف لاؤں- چنانچہ چند لوگوں کو کچھ عنوانات دیئے کہ انسائیکلو پیڈیا اور دوسرے جرائد اور کتب سے حوالہ جات نکال کر مضمون لکھیں اور پھر دکھائیں- یہ مضامین الفضل میں شائع بھی ہوئے

میرے نزدیک اگر نظر دوڑائیں تو قلم اٹھانے کے لئے الفضل کے کئی میدان کھلے ہیں- اور ان موضوعات پر لکھ کر جماعتی خدمت کی جاسکتی ہے- صرف ایک ہی مثال لیتا ہوں-

ہمارے کئی بزرگ مربیان جنہوں نے میدان عمل میں ساری زندگی قربان کر دی اور کئی دیار غیر ہی میں مدفون ہو گئے- ان کی خدمات جلیلہ اور وہ صعوبتیں جو محض للہ انہوں نے جھیلیں وہ آج کے نوجوانوں کے سامنے رکھنی چاہئیں- یہ وہ مجاہد تھے جنہوں نے اس وقت وفا کی جب جماعت کو بیرون ملک بھجوانا آسان نہ تھا- پہلی اور دوسری جنگ عظیم جیسے برے حالات کے دوران یہ بزرگ پہاڑوں جیسے بلند حوصلے لے کر خود محنت مشقت کر کے بیرونی ممالک میں پہنچے- اور جو پودے انہوں نے لگائے وہ آج تن آور پھل دار درخت بن چکے ہیں- اگر کوئی شخص آج ایسے موضوعات پر قلم اٹھائے تو وہ ضرور الفضل کی زینت بنیں گے اور "کاغذی ہے پیرہن" کی جگہ ضرور لیں گے-

اس حوالہ سے ایک بات یاد آئی کہ تقریباً پندرہ برس پہلے مکرم عطاء المجیب راشد

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات- واقعات- شخصیات

ایران امریکہ تعلقات

شاہ ایران کے وقت میں ایران کو اس علاقے میں امریکہ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اڈہ سمجھا جاتا تھا- لیکن ۱۹۷۹ء میں ایران کے شاہ کو جب ملک چھوڑ کر جانا پڑا تو امریکہ بھی ان کی کوئی مدد نہ کر سکا- اور جب سے اسلامی حکومت بر سر اقتدار آئی ہے جو ایران کے علماء کرام چلا رہے ہیں تب سے اب تک ایران کی پالیسی کا اہم ترین حصہ امریکہ کی مخالفت رہا ہے- صدر کارٹر کے وقت میں ایران کی امریکہ کے خلاف محاذ آرائی اس وقت شدید ہو گئی جب ایرانی مسلح افراد نے امریکی سفارت خانے پر حملہ کر کے اس کے عملے کو یرغمال بنا لیا- امریکہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ اپنے قیدیوں کو رہا کرا لے مگر ناکام رہا- امریکہ نے ایک فوجی ایکشن بھی کیا لیکن امریکہ کی بدقسمتی تھی کہ یہ فوجی ایکشن حادثے کا شکار ہو کر ناکام و نامراد رہا-

اس کے بعد سے امریکہ کی ہر ممکن خواہش یہ رہی ہے کہ ایران کی حکومت کو بدلا جائے- لیکن اسلامی حکومت کی گرفت ملک پر اس قدر سخت ہے کہ سردست اس امر کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ مستقبل قریب میں ایران کی حکومت بدل جائے یا ماضی کا امریکہ سے گرمجوش محبت کا دور واپس آجائے-

امریکی محکمہ خارجہ نے کانگرس کے ایک ری پبلکن لیڈر نیوٹ گیمبرج کی اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے- کہ ایران کی اسلامی حکومت کی بجائے زبردستی سے کوئی دوسری حکومت بر سر اقتدار لانے کی کوشش کی جائے- وائس آف امریکہ کے مطابق محکمہ خارجہ کی ایک خاتون ترجمان نے کہا کہ ایرانی حکومت کا معاملہ ایرانی عوام کے ہاتھ میں ہے- لیکن انہوں نے توجہ دلائی کہ امریکہ ایران کی پالیسی کی مخالفت جاری رکھے گا-

یاد رہے کہ ایوان نمائندگان کے سپیکر مسٹر گیمبرج نے کہا تھا کہ امریکہ کو بقول ان کے اسلامی بنیاد پرستی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک جامع اور مربوط حکمت عملی مرتب کرنی چاہئے- اور حکمت عملی یہ ہو کہ ایران کی موجودہ حکومت کی جگہ زبردستی دوسری حکومت لائی جائے-

ایران کے حالات یہ بھی بتاتے ہیں کہ امریکہ کی کوئی ایسی کوشش جس میں زبردستی حکومت تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے' شاید ہی کامیاب ہو سکے- کیونکہ ایرانی انقلاب کے سولہ سال مکمل ہونے کے بعد ایرانی عوام پر ایرانی حکومت کی گرفت بہت مضبوط ہے- اور موجودہ صورت حال میں تبدیلی لانا آسان نہیں ہے- اس لحاظ سے امریکی پالیسی کا یہ رخ اس کی عقلمندی کی دلیل ہے-

الجزائر کا بحران

الجزائر میں عرصہ تین سال سے جو بحران جاری ہے اس کو الجزائر کے وزیر خارجہ اپنی کامیابی بتاتے ہیں- انہوں نے حال ہی میں جنیوا میں انسانی حقوق کے متعلق اقوام متحدہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی عسکریت پسندوں سے نمٹنے میں ہماری حکومت کو کامیابی حاصل ہوئی ہے اور دیگر مسلمان ممالک جن میں شمالی افریقہ کے دیگر ممالک مراکش ماریطانیہ تونس وغیرہ شامل ہیں ان کو بھی ہماری تقلید کرنی چاہئے- انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں کو الجزائر کے اندرونی حالات کا جائزہ لینے کی اجازت ہو گی-

الجزائر میں اس سال کے آخیر تک صدارتی انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا گیا ہے مگر بڑی اپوزیشن پارٹی 'اسلامی سالویشن فرنٹ بدستور غیر قانونی ہے اور اس کے لیڈر عباس مدنی بدستور قید میں ہیں-

عراقی وزیر خارجہ کا دورہ ترکی

ترکی نے خلیج کی جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا ساتھ دیا تھا اور عراق میں جنگ کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے اس میں وہ برابر کا ساتھی تھا- لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ترکی کے رویہ میں اب تبدیلی آئی ہے- چنانچہ خلیج کی جنگ کے بعد پہلی بار عراقی وزیر خارجہ ترکی کے دورے پر گئے ہیں- عراقی وزیر خارجہ مسٹر سعید الصحاف ترک حکام سے شمالی علاقوں کے بارے میں بات چیت کریں گے- اس علاقے میں کرد بستے ہیں جو ترکی اور عراق دونوں کے لئے مسئلہ بنے رہتے ہیں-

ترکی اور عراق کے درمیان ایک اہم مسئلہ تیل کی وہ پائپ لائن ہے جو عراق کا تیل بیرونی ممالک تک لے جاتی تھی اور جو خلیج کی جنگ کے بعد سے بند پڑی ہے- اس پائپ لائن سے ترکی کو ایک بڑی آمد ہوتی تھی ترکی جنگ خلیج (۱۹۹۱ء) کے بعد اس آمد سے محروم ہے- عراقی وزیر خارجہ اس پائپ لائن کو کھولنے کے مسئلے پر بھی بات چیت کریں گے- ترکی چاہتا ہے کہ اس پائپ لائن کے اندر جو تیل چار سال سے رکا پڑا ہے اس کو نکال لیا جائے تاکہ پائپ لائن خراب نہ ہو اور اس سے ترکی کو کچھ رقم بھی مل جائے- عراق کے وزیر خارجہ ترکی کے صدر سے بھی ملاقات کریں گے-

چیچنیا میں روسی مظالم

جرمنی نے روس پر زور دیا ہے کہ وہ چیچنیا میں غیر مشروط جنگ بندی کر دے اور چیچنین لیڈروں سے مذاکرات کر کے تنازعے کا حل تلاش کرے- جرمنی کے وزیر خارجہ مسٹر کلاس کلینکل نے بون میں روس کے انسانی حقوق کے سرکاری نمائندے سے ملاقات میں کہا کہ جرمن حکومت کو جنگ میں لوگوں کے انسانی حقوق اور یورپ میں سلامتی اور تعاون کی تنظیم کے اصولوں کی خلاف ورزی پر گہری تشویش ہے- انہوں نے کہا کہ روس چیچنیا میں مظالم کی وجہ سے اپنا اعتماد کھو چکا ہے-

شذرات

روزنامہ جنگ کے ۳- فروری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں الطاف حسن قریشی اپنے کالم "آہنی ہاتھ کی نازک انداز کلائیاں" میں کہتے ہیں-

دہشت گردی ہو یا مسلح فرقہ پرستی ان دونوں کے پیچھے نفس پرستی کام کر رہی ہے ہم اسلام کی آفاقی اور ہمہ جہتی قدروں سے جس طرح بغاوت پر تلے ہوئے ہیں اور حیوانی خواہشات کے غلام بن گئے ہیں- اس نے احترام انسانیت کو شدید نقصان پہنچایا ہے- اور ضبط نفس کے سارے بند ٹوٹتے جا رہے ہیں- حکمران بھی انسانی قدروں' معاشرتی رشتوں اور قانونی تقاضوں کو اہمیت نہیں دے رہے- اور بالادست طبقے مال و متاع کی لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے ہیں- سیاسی جماعتوں میں بھی قبضہ گروپ بڑے فعال اور بالادست ہیں- جو ملکی نظام کو قانون اور انصاف کی بنیادوں پر چلنے ہی نہیں دے رہے- ان کی پیروی میں دہشت گردوں اور مسلح مذہبی جماعتوں نے بھی طاقت کے اندھے استعمال کو اپنے لئے جائز اور مفید سمجھ لیا ہے- ایسے میں آہنی ضبط نفس کی مضبوط آواز اٹھنی اور مستحکم روایات قائم ہونی چاہئیں کہ اسی میں ہماری فلاح اور بقاء مضمر ہے- اور اسی کے ذریعے فتنوں پر قابو پانے میں خدا کی تائید حاصل ہو سکتی ہے-

بقیہ صفحہ ۵

صاحب نے سیفی صاحب کی خواہش پر چند سینئر مربیان کے انٹرویوز لے کر شائع کئے تھے جن کا مزہ آج تک محسوس ہو رہا ہے- بر سبیل تذکرہ عرض کر دوں کہ اعتراض کرنے والے تو مجھ پر بھی یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ مربیان سے بہت ہمدردی ہے اس لئے یہ مثال دی ہے کیونکہ خود مربی کا بیٹا ہے- کسی میجر یا کرنل کی مثال دیتا وغیرہ وغیرہ-

سیفی صاحب کا نحیف اور کمزور جسم جب قید و بند میں تھا تو اس فرض شناس شخص کا قلم اس وقت بھی نہ رکا- میں اس بات کا عینی شاہد ہوں کہ گذشتہ سال قید و بند کی کوٹھری میں جب سرد ہواؤں نے سب قیدیوں کو منجمد کر دیا تو اس وقت سیفی صاحب کی نحیف اور Arthritis سے کمزور انگلیوں سے قلم اس وقت بھی سبک رفتاری سے چلتا رہا اور پہلے سے بڑھ کر منصب ذمہ داری نبھاتا رہا-

جہاں تک سیفی صاحب کی شاعری کا سوال ہے تو ایک ہی حوالہ پیش کرتا ہوں- امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے گذشتہ سال جب احمدیہ ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوا تو پروگرام ملاقات کے دوران آپ کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا کہ احمدی شعرا کے ساتھ ایک شام منائیں جس میں دوسرے شعرا کے علاوہ آپ نے سیفی صاحب کا نام سر فہرست لیکر یہ فرمایا "سیفی صاحب کی خوبی یہ ہے کہ مخاطب اپنے آپ سے ہوتے ہیں لیکن بات دشمن سے کر رہے ہوتے ہیں-" اس حوالہ کو مد نظر رکھتے ہوئے سیفی صاحب کی شاعری اور علمیت پر کسی تبصرہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا-

بقیہ صفحہ ۳

اچھا ہی نکلے گا- لیکن بہرحال اس میں بھی کیا شک ہے کہ مشکلات کے ایام اور آسانی اور ترقی کے ایام میں خاصا فرق ہے- تو میں یہ دعا کرتا رہا- اے خدا اچھے دن تو اور یہ دور دیکھنے دے- تھوڑی سی زندگی اور دے دے- چنانچہ مجھے ایک خواب آیا- میں نے دیکھا کہ چوہدری سر محمد ظفراللہ خان آئے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ کہاں ہیں وہ تمہاری درخواستیں جو تم نے دی تھیں- اور انہوں نے خود ہی میزوں پر (میز دو تین تھے) دیکھ کر کہا کہ یہ پڑی ہیں اور ان میں سے ایک ایک درخواست لے کر اس پر منظوری کے دستخط کر دیئے- آخیر پر کہنے لگے سولہ ہیں یہ درخواستیں چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو مجھے یہ احساس تھا کہ اب اللہ تعالیٰ مجھے صحت بھی دے گا اور زندگی کے مزید سولہ سال بھی دے گا-

اب میں خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں- اگرچہ کبھی کبھی تھوڑی بہت تکلیف تو ہو جاتی ہے لیکن کوئی ایسی بات نہیں- مجھے یقین سا ہو گیا ہے کہ میری زندگی میں سولہ سال کا اضافہ ہو گیا ہے- یعنی مجھے

مزید سولہ سال ملیں گے۔

جہاں تک چوہدری محمد ظفراللہ خاں کا تعلق ہے میری ان سے ملاقات تقریباً پندرہ سولہ سال تک رہی۔ میں دعا کے لئے ان کے پاس جاتا تھا۔ اور میری کوشش یہ ہوتی تھی کہ پانچ منٹ سے زیادہ وہاں نہ بیٹھوں۔ آپ ایک انتہائی مصروف شخص تھے۔ انتہائی مصروف۔ اور مجھے صرف دعا کے لئے ہی گذارش کرنی ہوتی تھی۔ لیکن جب میں پانچ منٹ کے بعد اٹھنے لگتا تو محترم چوہدری صاحب فرماتے بیٹھو۔ کچھ دیر تو اور بیٹھو۔ چائے آنے والی ہے اور تھوڑی ہی دیر میں ٹرالی چائے اور مٹھائیوں سے بھری ہوئی' ہماری سامنے آ جاتی۔ چوہدری صاحب فرماتے مٹھائی کھاؤ۔ چائے تو میں پی لیتا لیکن جب مٹھائی کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا۔ تو چوہدری صاحب اصرار کے ساتھ فرماتے کہ مٹھائی بھی کھاؤ۔ میں اکثر ان سے کہتا کہ آپ کی معیت میں وقت گذارتے ہوئے مٹھائی کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ مجھے اس کی طلب ہی پیدا نہیں ہوتی۔ بس آپ کی میٹھی اور مفید باتوں ہی سے اتنی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ کسی طرف توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

ایک دفعہ ربوہ میں بیت اظہار سے بیت مبارک کی طرف جا رہے تھے۔ ہم دونوں تھے۔ یعنی چوہدری محمد ظفراللہ خاں اور میں۔ ہم نے دیکھا کہ سڑک پر ایک شخص جو کسی قدر معمر ہے اس کا بستر نیچے گر گیا ہے اور چیزیں بکھر گئی ہیں۔ یہ جلسہ سالانہ کے دن تھے۔ اس نے آواز لگائی کہ میری مدد کرو۔ پاس ہی سے ایک شخص گذرا اسے بھی متوجہ کیا کہ یہ بستر باندھ کر میرے سر پر رکھ دو۔ لیکن وہ شخص تو چلا گیا۔ شائد کسی ضروری کام جا رہا تھا۔ چوہدری صاحب نے اس معمر آدمی کو دیکھا۔ اور مجھے فرمانے لگے کہ چلو اس کی مدد کریں۔ چنانچہ ہم دونوں اس کے پاس پہنچ گئے اور چوہدری صاحب گری ہوئی چیزوں کو اٹھانے لگے۔ لیکن میں نے ان سے گذارش کی کہ آپ بس کھڑے رہیے مجھے یہ کام کرنے دیجئے۔ میں ان ساری بکھری ہوئی چیزوں کو اکٹھا کر کے بستر باندھ کر ان کے سر پر رکھ دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر ہم دونوں بیت مبارک کی طرف چل پڑے۔

اس طرح کی اور کئی باتیں انہوں نے بتائیں۔ میرا جی چاہا کہ یہ ایمان افروز باتیں ہوتی ہی رہیں۔ یہ بولتے رہیں میں سنتا رہوں۔ کیونکہ ان کے دل میں یہ باتیں کہتے ہوئے ایسا شدید ایمانی جذبہ بیدار ہوتا تھا کہ اس کی شعائیں میرے دل تک پہنچتی تھیں۔ محترم چوہدری صاحب ہی کی بات کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی بتایا کہ جب میں دعا کی درخواست کرنے اور چائے پینے کے بعد واپس گھر آتا تھا تو محترم چوہدری صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے ساتھ باہر کے دروازہ تک تشریف لاتے تھے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ میں زیادہ وقت ان کے ساتھ گذاروں۔ لیکن میرا یہ احساس کہ آپ مصروف بلکہ انتہائی مصروف آدمی ہیں اور میرا کام صرف دعا کی درخواست تھا۔ اس لئے میں زیادہ دیر نہ بیٹھتا تھا۔ لیکن یہ بھی ان کی بڑائی کا ثبوت ہے کہ وہ مجھ جیسے عاجز انسان کے لئے باہر کے دروازے تک چل کر آتے اور وہاں مجھے الوداع کہتے اور دعائیں دیتے۔

کہنے لگے میں ان کے لئے اور جماعت کے تمام خدام کے لئے ہر روز دعا کرتا ہوں۔ ہر رات تین بجے اٹھتا ہوں اور پھر فجر تک دعائیں ہی دعائیں ہوتی ہیں میں ان تمام لوگوں کو اپنی نظروں کے سامنے لاتا ہوں جنہیں میں حقیقی طور پر خادم دین سمجھتا ہوں اور جن کی میرے دل میں بہت زیادہ قدر ہے۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگتا ہوں۔ کہنے لگے آپ بھی ان میں شامل ہیں۔

یہ کون تھے۔ یہ ساری باتیں بتانے والے چوہدری عبدالحق صاحب تھے جو ناصر آباد ربوہ میں رہتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

○ مکرم حکیم محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شورکوٹ کی والدہ محترمہ و ہمشیرہ صاحبہ نیز ان کا بیٹا بالترتیب دل' شوگر اور مرگی جیسی موذی امراض سے عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں شفا کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔

پتہ درکار ہے

○ وکالت وقف نو کو رابعہ حنیف بنت محمد حنیف صاحب کا پتہ درکار ہے۔ وکالت وقف نو کو جلد از جلد اپنے پتہ سے مطلع کریں۔

(از وکالت وقف نو)

تلاش گمشدہ نقدی

○ مورخہ ۹۵-۲-۱۰ کو بیت اقصیٰ ربوہ سے باہر آتے ہوئے ایک دوست کے مبلغ تین ہزار (۳۰۰۰) روپے گر گئے۔ جس دوست کو ملے ہوں براہ کرم صدر صاحب عمومی کو پہنچا دیں۔

بقیہ صفحہ ۱

سب سے معزز ہے۔ یہ دعا کرتے ہوئے جو جماعت اپنے انتخاب کرتی ہے مجھے یقین ہے اور ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کی حفاظت فرمائے گا اور ایسا انتخاب جو ان دعاؤں کے ساتھ اور تقویٰ کی کوشش کے ساتھ کیا جائے گا۔ بفضلہ تعالیٰ وہ اللہ ہی کا انتخاب ہو گا۔

(از خطبہ ۲۔ اپریل ۱۹۹۳ء)

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز

مسل نمبر ۲۹۹۰۰ میں فرحت حفیظ زوجہ حفیظ احمد خان قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹۱/F وہاڑی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱۲-۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۲۰ تولہ مالیتی اسی (۸۰) ہزار روپے (۴) حق مہر چار ہزار روپے (۳) پلاٹ برقبہ ایک کنال آٹھ مرلہ واقع جی بلاک وہاڑی مالیتی آٹھ لاکھ روپے اور ایک ایکڑ زمین واقع چک نمبر 41/W.B تحصیل و ضلع وہاڑی ایک لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ فرحت حفیظ 91/F وہاڑی شہر گواہ شد نمبر۱ حفیظ احمد خان مسل نمبر ۲۹۸۹۹ گواہ شد نمبر۲ حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۹۴۳۴

مسل نمبر ۲۹۹۰۱ میں جمیلہ ریاض زوجہ محمد ریاض بٹ قوم کشمیری بٹ عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن H-34 وہاڑی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱۲-۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۲۶ تولہ مالیتی ایک لاکھ چار ہزار روپے اور حق مہر چار ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ جمیلہ ریاض H-34 وہاڑی گواہ شد نمبر۱ محمد ریاض بٹ خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۹۴۳۴

مسل نمبر ۲۹۹۰۲ میں داؤد احمد ولد فاروق احمد صاحب قوم ککے زئی پٹھان پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن وہاڑی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱۲-۱۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد داؤد احمد F-129 وہاڑی شہر گواہ شد نمبر۱ حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۹۴۳۴ گواہ شد نمبر۲ سعد طارق N-225 مشرقی کالونی وہاڑی

مسل نمبر ۲۹۹۰۳ میں سعد طارق ولد ملک طارق مسعود صاحب قوم ککے زئی پٹھان پیشہ طالب علمی عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جناح ٹاؤن وہاڑی بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱۲-۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ دو صد پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سعد طارق N-225 جناح ٹاؤن وہاڑی گواہ شد نمبر۱ فاروق احمد سیکرٹری مال وہاڑی گواہ شد نمبر۲ حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۹۴۳۴

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 15- فروری-1995ء
دھوپ اور بادل ملے جلے ہیں
درجہ حرارت کم از کم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 18 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے بتایا ہے کہ نواز شریف نے ہمارے ارکان کو ۱۰-۱۰ لاکھ ڈالر کی پیشکش کی ہے- لیکن میں ایسا نہیں کر سکتی- میرے پاس ایسا کرنے کے لئے پیسے ہی نہیں- اور میں پیسہ دیکر اقتدار میں نہیں رہنا چاہتی- انہوں نے کہا کہ سیاست اور جرم میں تمیز ہونی چاہئے- اپوزیشن سے مذاکرات کے لئے دروازے کھلے ہیں- میں ہارس ٹریڈنگ پر یقین نہیں رکھتی- انہوں نے کہا کہ ایک فریق کا احتساب پہلے ہو چکا اب دوسرے کا ہو رہا ہے- انہیں عدالت میں جانا چاہئے- اب فوجی عدالتیں نہیں- اب عدلیہ آزاد ہے اسے اپیل کا بھی حق حاصل ہے- انہوں نے کہا ہمیں عوام نے اس لئے حکومت نہیں دی کہ ہم ارکان اسمبلی کو پیسہ دیکر ساتھ رکھ سکیں- ہم فلور کراسنگ پر یقین نہیں رکھتے-

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ توہین رسالت کیس میں سزا دینے میں ناخوش ہوں- یہ فیصلہ غلط موقع پر ہوا ہے- انہوں نے کہا کہ ہم توہین رسالت کے قانون میں ترمیم چاہتے ہیں تاکہ کوئی جھوٹ بول کر کسی کو سزا دلوانا چاہے تو اسے سخت سزا دی جائے- انہوں نے کہا کہ اس قانون میں ترمیم کے لئے میں مولانا فضل الرحمٰن سے بات کر رہی ہوں- سزائے موت کا فیصلہ ایسے وقت ہوا ہے جب ہم انسانی حقوق کمیشن میں کشمیر پر کیس لڑ رہے ہیں مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں تھا- میں نے بھی یہ فیصلہ اخبار میں پڑھا تھا-

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ حکومت میرے آئینی اختیارات میں رکاوٹ نہ بنے- آج رول ۹۰ کے تحت اپوزیشن ارکان کو اجلاس میں نہیں لایا جا رہا تو کل یہی صورت حال موجودہ حکمرانوں کے ساتھ بھی پیش آ سکتی ہے- منصب کے وقار کا خیال رکھتا ہوں- بے نظیر کے استقبال کے لئے کبھی نہیں گیا- رول ۹۰ پر عمل در آمد کے لئے پنجاب حکومت کو لکھوں گا- میں نے پارٹی کے اجلاس میں شرکت بھی چھوڑ دی ہے- بے نظیر مجھے کہتی ہیں میں نے قومی اسمبلی کو "ہاؤس آف کامنز" بنا دیا ہے-

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ توہین رسالت کا قانون وفاقی حکومت نے بنایا ہے اس پر تبصرہ نہیں کر سکتے- تاہم انہوں نے کہا کہ قانون کا نفاذ منصفانہ ہونا چاہئے-

○ وزیر قانون مسٹر این ڈی خان نے قومی اسمبلی کو بتایا ہے کہ زلزلہ پیمائی مرکز سے بھارت کی ایٹمی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے گی بھارت کی طرف سے پھیلایا جانے والا یہ تاثر غلط ہے کہ امریکہ کے تعاون سے تیار ہونے والے اس مرکز سے چین اور ایران کے ایٹمی پروگراموں کی نگرانی کی جائے گی- مرکز کا مقصد ایٹمی اور قدرتی دھماکوں کا پتہ چلانا ہے- وہاں کوئی غیر ملکی نہیں- چین نے اس نظام کی حمایت کی ہے- امید ہے ایران بھی کرے گا-

○ پیپلز پارٹی کے پنجاب کے نئے صدر مسٹر مشتاق اعوان جب اسلام آباد سے لاہور پہنچے تو ائرپورٹ سے ان کو جلوس کی شکل میں گورنر ہاؤس لایا گیا- انہیں ہاروں سے لاد دیا گیا انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی میں کوئی اختلاف نہیں- میں بے نظیر بھٹو کے اعتماد پر پورا اتروں گا- پرانے اور نئے کارکنوں کو ان کی خدمات کے مطابق درجہ مل گیا- جماعت کے تمام معاملات مشاورت سے طے کئے جائیں گے- انہوں نے سابق صدر پنجاب مسلم لیگ مسٹر جہانگیر بدر کے بارے میں کہا کہ میں ان کا بڑے بھائی کی طرح احترام کرتا ہوں- ان سے مشورہ کرتا رہوں گا-

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ ہم اتنی سختی کرنے والے ہیں کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا- ایسے واقعات میں باہر کے لوگوں کے ملوث ہونے کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا- لیکن ہمارے اپنے لوگ بھی آلہ کار بنے ہوئے ہیں-

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد سے پیپلز پارٹی کے ۳- کارکنوں اور ایک پولیس اہلکار سمیت ۸- افراد ہلاک ہو گئے- اورنگی ٹاؤن کے علاقے منگھو پیر روڈ پر قصبہ سٹاپ کے قریب سفید کار کی ڈگی اور پچھلی نشست سے پولیس کانسٹیبل غفار اور پی پی کے ۳- کارکنوں سمیت ۵- افراد کی نعشیں بر آمد ہوئیں- گلبہار کے علاقے میں دو مسیحی نوجوانوں کی لاشیں ملیں-

○ کھرڑیانوالہ کے قریب جمال ٹیکسٹائل ملز کے سٹاپ پر تین مسلح افراد نے ڈرائیور کو اسلحہ دکھا کر بس رکوا لی مسافروں کو نیچے اتار دیا اور سب پر فائرنگ کر دی جس سے ایک شخص ہلاک اور دو زخمی ہو گئے- دو افراد صدمے سے بے ہوش ہو گئے- ملزم فرار ہو گئے-

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو عدلیہ کے ذریعے دہشت گردی پر اتر آئی ہیں- عدم اعتماد کی تحریک پر رائے شماری سے بچنے کے لئے کنگرو کورٹس اور عدلیہ کے ذریعے ارکان اسمبلی کو ڈرایا جا رہا ہے-

○ وائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ گذشتہ سال اکتوبر کے بعد سے ۲۰- مسلم لیگی ارکان جیل بھیجے گئے- پارلیمنٹ میں کوئی قانون سازی نہیں ہوئی- اپوزیشن نے قریباً ہر اجلاس کا بائیکاٹ کیا-

○ امریکہ کے صدر کلنٹن نے مطالبہ کیا ہے کہ چیچنیا کے تنازعہ کے پر امن تصفیہ کے لئے بات چیت شروع کی جائے- انہوں نے کہا کہ چیچنیا روس کا حصہ ہے لیکن وہاں انسانی جانوں کے ضیاع پر تشویش ہے- خونریزی بند کی جائے-

○ مسٹر غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا ہے کہ اگر مسلم لیگی ارکان سے زیادتی کی گئی تو ان کا بھرپور ساتھ دوں گا- ہارس ٹریڈنگ سے سیاسی وفاداریاں تبدیل کرانے کا سلسلہ غلط ہے- پارلیمانی بحران موجود ہے مگر تبدیلی کے امکانات نہیں- میں وزارت عظمیٰ کا امیدوار نہیں ہوں-

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے عالمی برادری کو اپیل کی ہے وہ کشمیر کے معاملے میں بھارت پر دباؤ جاری رکھیں- عالمی دباؤ میں کمی سے بھارت کشمیر میں مظالم بڑھا دے گا-

○ لاہور میں مساجد میں بم پھینکنے والے اور فائرنگ کرنے والے دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے- ملزموں کا تعلق ایک مذہبی گروہ سے ہے- انہوں نے شاہدرہ کی مسجد' بلال مسجد سکیم موڑ اور وفاقی کالونی کی مساجد میں دہشت گردی کا اعتراف کر لیا ہے-

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ ہمارے لوٹے گھوم پھر کر ہمارے ہی پاس پہنچیں گے- انہوں نے کہا کہ شیخ رشید کو سزا دلوانا پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل تھا- واحد اسی شق پر عمل در آمد ہوا ہے-

○ تمام سرکاری صنعتی یونٹ اس برس فروخت کر دیئے جائیں گے-

○ وزیر قانون نے بتایا ہے کہ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں ختم نہیں ہوں گی- انہوں نے کہا کہ نواز شریف مسلسل توہین عدالت کر رہے ہیں-

○ اقوام متحدہ نے اعلان کیا ہے کہ افغانستان میں اقتدار کی پر امن منتقلی ۱۸- فروری کو ہو گی- تمام متحارب دھڑوں سے امید کی جاتی ہے کہ وہ دشمنیاں ختم کر دیں- تمام سڑکیں کھول دی جائیں اور کابل کو بجلی کی سپلائی بحال کر دی جائے-

○ سلامت مسیح اور رحمت مسیح کی سزائے موت پر برطانیہ نے احتجاج کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے ان کی جاں بخشی کا مطالبہ کیا ہے-

○ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا ہے کہ جمہوریت کے خلاف سازشیں کرنے والے جلد منطقی انجام کو پہنچ جائیں گے-

○ جینیوا میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے سامنے بھارتی الزامات پیش ہونے کے خطرے کے پیش نظر پاکستانی وفد میں ایم کیو ایم الطاف گروپ کے نمائندوں کو شمولیت کی دعوت دی گئی ہے اس کے علاوہ اقلیتوں کے دو ارکان قومی اسمبلی بھی وفد میں شامل ہوں گے-

○ بھارتی صدر نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے-

○ امریکہ اور یورپی ممالک کی تجارتی بالادستی کے خلاف ۲۷- ممالک کے اتحاد کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں-

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نند پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

ہر گھر میں ہر وقت رکھنے کی دوا
• گیس ٹربل • قبض • بدہضمی • کمی بھوک
ہاضمون رجسٹرڈ
خط لکھکر بذریعہ ڈاک طلب کریں
نصرت دواخانہ ربوہ

مبارک ایام کی
خصوصی پیشکش
8 فٹ ڈش 25 ڈگری ایل این بی
بمعہ ریموٹ کنٹرول سٹیریو ریسیور
بہترین رزلٹ صرف =/7900 روپے- سٹاک محدود
رابطہ - لبرا انٹرنیشنل
F/10 مرکز- اسلام آباد
فون نمبر 250880 / 292396